ڈاکٹر محمد اشرف کمال
استاد شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی ، فیصل آباد

'پنجاب میں اردو': ایک بازدید

Dr Muhammad Ashraf Kamal
Department of Urdu, G C University, Faisalabad

"Punjab Mai Urdu":A Review

"Panjab Main Urdu" is a Tremendous Work of Hafiz Mehmood Sherani. This Book was published in 1928 and it earned a great Popularity and Acknowledgement. The theme of the book is that Urdu Came in to Birth in Punjab And Panjabi is the Mother of Urdu. This article deals with the theme and its details.

تحقیق وتنقید کے باب میں حافظ محمود شیرانی کا نام بہت احترام سے لیا جاتا ہے۔انھوں نے اردو میں تحقیق وتنقید کے حوالے سے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔انھوں نے زبان، لسانیات، عتیقیات کے حوالے سے جو اثاثہ چھوڑا ہے وہ قابل قدر ہے۔

حافظ محمود شیرانی نے اسلامیہ کالج میں تدریس کے دوران ہی ''پنجاب میں اردو'' مکمل کی جس کے محرک علامہ اقبال تھے۔(۱) اردو میں روایتی اور تاریخی اصولوں کے تحت تحقیق کا آغاز حافظ محمود شیرانی اور نصیرالدین ہاشمی سے ہوتا ہے۔(۲) پروفیسر محمد شیرانی نے اپنے معاصرین کے مقابلے میں اردو میں لسانی تحقیق کا فی الحقیقت بہت بڑا کارنامہ انجام دیا اور اردو کی ابتدا کے موضوع پر سنجیدہ تحقیقی کا راستہ ہموار کیا۔ان کی تحقیق کے مطابق اردو پنجاب کے علاقے میں وجود میں آئی اور اس کی ابتدائی شکل ہریانی زبان ہے۔(۳) حافظ محمود شیرانی کا یہ معرکۃ الآرا تحقیقی ولسانی اہمیت کا حامل کام ہے جس نے اردو تحقیق ولسانیات میں بحث کے کئی دریچے وا کردیے ہیں۔اس کتاب کے اب تک کئی ایڈیشن سامنے آچکے ہیں۔

۱۔ پنجاب میں اردو، لاہور: انجمن ترقی اردو اسلامیہ کالج، طبع اول، ۱۹۲۸ء
۲۔ پنجاب میں اردو، لاہور: مکتبہ معین الادب، طبع دوم، ۱۹۴۹ء
۳۔ پنجاب میں اردو، لاہور: مکتبہ معین الادب، طبع سوم، س۔ن
۴۔ پنجاب میں اردو، لکھنؤ: مکتبہ کلیان۔بشیرت گنج، طبع چہارم، ۱۹۶۰ء
۵۔ پنجاب میں اردو، لکھنؤ: عہد نو پبلیکیشنز، طبع پنجم، ۱۹۶۲ء
۶۔ پنجاب میں اردو، (مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی)، لاہور: کتاب نما/ آئینہ ادب، طبع ششم، ۱۹۶۳ء
۷۔ پنجاب میں اردو، (مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی)، لاہور: کتاب نما/ آئینہ ادب، طبع ہفتم، ۱۹۷۲ء

۸۔ پنجاب میں اردو،لکھنؤ:نسیم بکڈ پو۔لاٹوش روڈ،طبع ہشتم،۷۶۔۱۹۷۷ء

۹۔ پنجاب میں اردو،لکھنؤ:(فوٹو آفیسٹ)اتر پردیش اردو اکادمی،طبع نہم،۱۹۸۲ء

۱۰۔ پنجاب میں اردو،حصہ اول،اسلام آباد،مقتدرہ قومی زبان،۱۹۸۸ء

۱۱۔ پنجاب میں اردو(ترتیب وتدوین مع اضافہ جات:محمد اکرام چغتائی)،لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،
۲۰۰۵ء

حافظ محمود شیرانی کی اردو زبان کے حوالے سے تحقیقی ولسانی کتاب ''پنجاب میں اردو'' پہلا ایڈیشن ۱۹۲۸ء، دوسرا،۱۹۴۹ء میں، تیسرے ایڈیشن پرسنِ اشاعت درج نہیں ہے، چوتھا ۱۹۶۰ء، پانچواں ۱۹۶۲ء، چھٹا ۱۹۶۳ء، ساتواں ۱۹۷۲ء، آٹھواں ۱۹۷۶ء،نواں۱۹۸۲ء دسواں ۱۹۸۸ء، گیارہواں ۲۰۰۵ء میں سامنے آیا۔اردو میں یہ کتاب لسانیات کے شعبہ میں ایک اہم اضافہ ثابت ہوئی۔ بقول گیان چند:

> ''۱۹۲۸ء میں حافظ محمود شیرانی کی کتاب پنجاب میں اردو شائع ہوئی۔اس کی اہمیت تاریخ وتحقیق کے لحاظ سے بہت کم اور لسانی تحقیق کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔[۴]

اس کتاب کی وجہ سے رشید حسن خان نے حافظ محمود شیرانی کو اردو میں فن تحقیق کا امام تسلیم کیا ہے۔ پنجاب میں اردو کے موضوع پر حافظ محمود شیرانی کی تحقیقات مثال اور سند کا درجہ رکھتی ہیں۔[۵] پنجابی زبان کا اردو زبان سے کیا رشتہ ہے اس سوال کا جواب حافظ محمود شیرانی نے اپنی کتاب پنجاب میں اردو میں دلائل وبراہین کے ساتھ تاریخی پس منظر کے حوالے سے دیا ہے۔[۶] حافظ محمود شیرانی نے اس کتاب ''پنجاب میں اردو'' میں اردو اور پنجابی زبان کے حوالے سے اپنی تحقیقات کا نچوڑ پیش کیا ہے۔

کتاب کے مقدمہ میں حافظ محمود شیرانی نے اردو زبان کی قدامت، اس کا بھاشا سے تعلق، ارتقا کس زبان سے ہوا، مسلمانوں کی آمد کے وقت دہلی میں بولے جانے والی زبان، اردو کا دہلی میں پہنچنا، اردو، ملتانی اور پنجابی کی مماثلت، پنجاب پر فارسی اور ایرانی تمدن کے اثرات، غزنوی دور میں مسلمانوں کی زبان، دہلی سے اردو کا دوسرے علاقوں میں پہنچنا، اردو کی مقبولیت، ہریانوی زبان، عہد عالمگیری، پنجاب میں اردو کا مرکز، اردو املا ورسم الخط، اردو اور پنجابی کے اشتراکات پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

اس کتاب میں اردو کے مختلف ناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اردو پر پنجابی، لہندا، فارسی، ہندی، دکنی، برج بھاشا جیسی زبانوں کے اثرات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ پرانے شاعروں کے نمونہ کلام سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان کی اردو شاعری پر واضح طور پر پنجابی کے اثرات نظر آتے ہیں۔

پنجابی اور اردو کی قربت کو ثابت کرنے کے لیے حافظ محمود شیرانی نے ان دونوں زبانوں کے صرف ونحو کا تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک مصدر کا قاعدہ، تذکیروتانیث کے قواعد، اسم صفات تذکیروتانیث اور جمع واحد، خبر' فعل' اضافت' تذکیروتانیث اور جمع واحد دونوں زبانوں میں ایک سے ہیں۔[۷] اس تمام بحث سے وہ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اردو زبان نے پنجابی ہی سے جنم لیا ہے۔

حافظ محمود شیرانی اپنی بحث کو سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''گزشتہ سطور کے مطالعہ سے ہم پر یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ اردو اور پنجابی کی صرف کا ڈول تمام تر ایک ہی منصوبہ کے زیر اثر تیار ہوا ہے ان کی تذکیروتانیث اور جمع اور افعال کی تصریف کا اتحاد اسی ایک نتیجہ کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے اور اردو اور پنجابی زبانوں کی ولادت گاہ ایک ہی مقام ہے۔[۸]

شیرانی کے نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے سب سے پہلے سندھ میں حکومت قائم کی یہ ممکن ہے کہ انھوں نے کوئی ہندوستانی زبان اختیار نہ کی ہو،لیکن پنجاب میں، جہاں ان کی حکومت کم وبیش ۱۷۰ سال تک رہی، انھوں نے سرکاری، تجارتی ومعاشرتی اغراض سے کوئی نہ کوئی ہندوستانی زبان اختیار کی ہوگی۔اسی زبان کو وہ دلی لے آئے۔دلی میں بولے جانے والی زبان اور دلی میں مسلمانوں کی آمد کے حوالے سے ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں:

''ہمیں معلوم نہیں کہ ان کے آنے سے پہلے دلّی میں کون سی زبان بولی جاتی تھی؟ وہ راجستھانی رہی ہوگی یا برج۔غالباً برج تھی۔لاہور جو زبان آئی وہ پنجابی نما اردو یا اردو نما پنجابی رہی ہوگی۔دہلی میں یہ زبان برج اور دوسری زبانوں کے دن رات کے باہمی تعلقات کی بنا پر وقتاً فوقتاً ترمیم قبول کرتی رہی اور رفتہ رفتہ اردو کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔''(۹)

اس کتاب میں حافظ محمود شیرانی نے پرانے پنجابی شاعروں کے کلام میں اردو کے اثرات کا جائزہ لیا۔کئی گمنام شاعروں کو منظر عام پر لائے۔وہ پنجاب میں اردو زبان کو سرکاری حیثیت ملنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ایسٹ انڈیا کمپنی سنہ ۱۸۴۶ء میں جو ۱۲۶۲ھ کے مطابق ہے، پنجاب پر قابض ہو جاتی ہے۔اس عہد میں اردو کو پنجاب میں سرکاری حیثیت مل جاتی ہے۔''(۱۰)

سندھ میں عربی زبان ۷۱۲ء کے بعد محمد بن قاسم کی فتوحات کے بعد عرب علما اور عرب آبادکاروں کے ذریعے پہنچی۔اسی لیے سندھ میں عربی الفاظ کا ذخیرہ موجود ہے۔فارسی زبان یعقوب بن لیث صفاری (وفات ۸۷۶ھ) نے سندھ کو اپنی مملکت میں شامل کیا۔یعنی سندھ میں فارسی زبان غزنیوں کی سلطنت سے کوئی ڈیڑھ صدی پہلے پہنچ چکی تھی۔سلطان محمود غزنوی کی وفات سے لے کر محمد بن سام کے لاہور پر حملہ آور ہونے تک ڈیڑھ صدی کے عرصے میں پنجاب میں فارسی زبان کا غلبہ کسی لسانی مزاحمت کے بغیر جاری رہا۔غزنیوں نے اندرون ملک ہر جگہ مادری زبان فارسی بولنے والے کارندے اور حاکم تعینات کر رکھے تھے، اس لیے پنجاب ہی سے مسعود سعد سلمان اور ابوالفرج رونی جیسے فارسی کے شیریں نوا شاعر پیدا ہوگئے۔اس طرح جب فارسی اور پنجابی بولنے والوں کا ہر کوچہ وبازار میں میل جول قائم ہوا تو ایک نئی زبان کے خدوخال اجاگر ہونا شروع ہوگئے۔اس نئی زبان کے سب سے پہلے شاعر مسعود سعد سلمان ہیں، جن کا سال وفات ۱۱۲۱۔۱۱۳۱ عیسوی ہے اور یہ اردو کے وہ پہلے معلوم شاعر ہیں جن کا دیوان اردو انقلابات زمانہ کی وجہ سے ناپید ہو چکا ہے۔(۱۱) پروفیسر شیرانی نے سیاسی واقعات پر بحث کرتے ہوئے اردو اور پنجابی کے باہمی تعلق کو لسانی ساخت (صرف ونحو) کی روشنی میں پیش کر کے اپنے نظریے کو تقویت دی۔غلام حسین ذوالفقار لکھتے ہیں:

''پروفیسر شیرانی کا استدلال اتنا قوی ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔دہلی اور نواح دہلی میں اہل پنجاب کا غلبہ اور وہاں کی زبان پر پنجاب کے لسانی اثرات کا ہونا ایک قدرتی عمل تھا اور اردو کے آغاز وارتقا میں اس قدرتی عمل کو ایک امر واقع کی حیثیت حاصل ہے۔''(۱۲)

''پنجاب میں اردو' لکھ کر حافظ محمود شیرانی نے اردو لسانیات کے باب میں جو قابل قدر اضافہ کیا ہے اس نے کئی حوالوں سے نئے نئے موضوعات اور مباحث کو جنم دیا ہے۔حافظ محمود شیرانی کے حوالے سے قاضی فضل حق لکھتے ہیں:

''حافظ محمود شیرانی نے ''پنجاب میں اردو' لکھ کر تحقیق وتجسس کے لیے ایک جدید زینہ کی طرف رہنمائی کی ہے اور باوجودیکہ وہ خود پنجابی نہیں ہیں' تاہم انھوں نے خطہ پنجاب کی علمی اور ادبی مساعی کو منظر عام پر لانے میں وہ کام کیا ہے کہ فرزندانِ پنجاب کے ادب نواز حلقے ان کے احسان کے بوجھ سے سبکدوش نہیں

ہو سکتے۔''(۱۳)

شیرانی صاحب کی تالیف ''پنجاب میں اردو'' کے منظر عام پر آنے کے بعد محمد حسین آزاد کے اس نظریے کی جس کی تائید شمس اللہ قادری نے بھی کی ہے تردید ہو گئی کہ اتنی بات ہر شخص جانتا ہے کہ ہماری اردو زبان برج بھاشا سے نکلی ہے اور برج بھاشا خاص ہندوستانی زبان ہے اور سرزمین پاکستان (موجودہ مغربی پاکستان) میں اردو کے آغاز کا نظریہ مقبول ہو گیا۔لیکن ۱۹۴۲ء میں پنڈت برجموہن دتا تریہ کیفی کی تالیف کیفیہ کے شائع ہونے کے بعد اس نظریے کو کچھ لوگ مشکوک تصور کرنے لگے۔''(۱۴) مگر ان تمام شکوک وشبہات کے باوجود حافظ محمود شیرانی کے نظریے کی اہمیت کسی طرح کم نہیں ہوئی۔

اردو زبان کے ماخذ کے بارے میں مختلف نظریات ملتے ہیں۔سید سلمان ندوی نے اردو کا تعلق سندھی سے جوڑا ہے، ڈاکٹر شوکت سبزواری نے ''اردو زبان کا ارتقا'' میں پالی کو اردو زبان کا ماخذ قرار دیا۔لیکن انھوں نے اپنی دوسری کتاب ''داستان اردو'' میں خود اس بات کی تردید کر دی۔ عین الحق فرید کوٹی اردو کو ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی مقامی بھاشا کا تسلسل قرار دیتے ہیں اور اسے دراوڑی زبان کی باقیات میں شمار کرتے ہیں۔ڈاکٹر مسعود حسین خان نے ہریانی کو اردو زبان کا ماخذ قرار دیا نصیر الدین ہاشمی نے اردو کا سراغ دکن میں لگایا۔ڈاکٹر محی الدین قادری زور کے مطابق اردو کا سنگ بنیاد مسلمانوں کی فتح دہلی سے بہت پہلے رکھا جا چکا تھا۔پروفیسر چیٹر جی پنجاب میں اور ڈاکٹر سہیل بخاری مہاراشٹر کے مشرقی علاقے کو اردو کی جائے پیدائش قرار دیتے ہوئے اردو کو مرہٹی کی سگی بہن کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔(۱۵) حافظ محمود شیرانی نے باقی محققین کی نسبت زیادہ وضاحت سے اردو اور پنجابی کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالی۔

پنجاب میں اردو' شائع ہوئی تو اس نظریے کی تائید میں کئی لوگوں کی تحریریں سامنے آئیں۔کئی محققین اور ماہرین لسانیات نے اس کتاب کو خوش آمدید کہا اور حافظ محمود شیرانی کے اس کام کو سراہا۔خانصاحب قاضی فضل حق اس کی تائید میں لکھتے ہیں:

> ''پنجابی زبان جس میں اہل پنجاب آپس میں گفتگو کرتے ہیں، اسلامی اثرات کی یادگار ہے اور اس کی ابتدا اس وقت ہوتی ہے جب مسلمانوں نے ہندوستان کو فتح کر کے اسے اپنا وطن بنایا۔حاکم ومحکوم کے اختلاط اور معاشرتی ضروریات کی وجہ سے ایک ایسی زبان پیدا ہوگئی جس میں ہر دو اقوام کے الفاظ مستعمل ہونے لگے اور اس زبان نے قانون تحول اور ارتقا کے ماتحت ترقی کرتے کرتے ایک مستقل زبان کی حیثیت اختیار کر لی یہی وہ زبان ہے جو آج کل پنجاب کے مختلف علاقوں میں بادنے تغیر رائج ہے۔خواہ اسے ہندی کہہ لو یا پنجابی اس کے بنیادی اصول ایک ہی ہیں صرف جغرافیائی اور اجتماعی اثرات کی وجہ سے تلفظ اور لہجے میں اختلاف ہے۔''(۱۶)

پنجاب میں اردو کے نظریے سے کئی محققین نے مکمل اتفاق نہیں کیا بلکہ اس حوالے سے نئی باتیں اور نئے حقائق سامنے لاتے رہے، زبان کے حوالے سے نئے مباحث کا سلسلہ جاری رہا۔رشید حسن خان لکھتے ہیں:

> ''بعض اور لوگوں کی طرح شیرانی مرحوم نے بھی اپنی کتاب پنجاب میں اردو میں بیاضوں کے حوالے دیے ہیں۔شیرانی صاحب کو میں اردو میں تحقیق کا معلمِ اول مانتا ہوں۔ان کی تحریروں کو پڑھ کر ہم لوگوں نے تحقیق کے آداب سیکھے ہیں اور اس لحاظ سے ان کو استاد بلکہ استاذ الاساتذہ کہنا چاہیے؛ مگر مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کسی وجہ سے انھوں نے یہ طے کر لیا تھا کہ پنجاب کو اردو کا مولد ثابت کرنا ہے اور پھر اس طے شدہ نقطۂ نظر کے تحت انھوں نے ہر طرح کے حوالوں کو بلا تکلف قبول کر لیا۔''(۱۷)

رشید حسن خان کے خیال میں حافظ محمود شیرانی نے پہلے ہی یہ طے کر لیا تھا کہ اردو پنجابی سے نکلی ہے۔''پنجاب میں اردو'' میں دیے گئے مختلف حوالوں کے بارے میں بھی رشید حسن خان تحفظات رکھتے ہیں۔ان کے خیال میں حافظ محمود شیرانی کا

یہ رویہ تحقیق کے نقطۂ نظر سے درست نہیں ہے اور ان کا یہ انداز تحقیقی سے زیادہ جذباتی ہے، مگر حافظ صاحب کی پنجابی کے حوالے سے جذباتی لگاؤ کی بات سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ ان کا تعلق پنجاب سے نہیں تھا۔

حافظ محمود شیرانی کے نظریہ کے حوالے سے مختلف حلقوں سے باتیں سامنے آتی رہیں۔ان کے اس لسانی نظریے سے اتفاق اور کچھ اعتراضات پیش کرتے ہوئے پروفیسر حبیب اللہ خان غضنفر لکھتے ہیں:

> ''شیرانی سے جہاں تسامحات ہوئے وہ اس پر موقوف تھے کہ پنجابی اور اردو کو متحد ثابت کیا جائے اس دعویٰ سے تو اتفاق کیا جاسکتا ہے مگر صرف پنجابی کو اس کی اساس بتانا غلطی ہے۔حقیقت یہ ہے مسلمان پہلی صدی کے آخر میں براہ مکران راجہ داہر کے علاقہ میں داخل ہوئے۔یہ پورا علاقہ آج کل پاکستان میں شامل ہے بلکہ یہ سمجھ لیا جائے کہ کل پاکستان ہے۔یہاں کے بیشتر علاقے پر مسلمان قابض و متصرف رہے پہلے فوجی ضرورت سے پھر دفتر کی ضرورت سے یہاں کی زبانیں سیکھیں۔وہ زبانیں ضرور دراچڑی اور لہندا تھیں۔ان زبانوں میں تصرفات ہو کرنئی زبانیں وجود میں آئیں۔''(۱۸)

حافظ محمود شیرانی نے پنجابی اور اردو کے قواعد اور صرف ونحو میں جن مماثلتوں کی نشاندہی کر کے اپنے نظریے کی تعمیر کی ہے ان کے حوالے سے بات کرتے ہوئے حبیب اللہ خان غضنفر لکھتے ہیں:

> ''قواعد کے جتنے ضابطے شیرانی نے قلم بند کیے ہیں مغربی ہندی کی قریب قریب ہر شاخ میں ان پر عمل درآمد ہوتا ہے پس صرف پنجابی کا اثر نہیں کہا جاسکتا بعد کے محققین نے اس وجہ سے سورسینی پراکرت کو اردو کا ماخذ قرار دیا ہے چونکہ پنجابی بھی شورسینی سے تعلق رکھتی ہے اس لیے وہ بھی ان قواعد کی پابند ہے کہ اردو کی ابتدائی تشکیل اس علاقہ میں ہوئی جو پنجاب میں شامل ہے۔''(۱۹)

ڈاکٹر مسعود حسین خان نے بھی حافظ محمود شیرانی کے نظریے پر تنقید کی ہے۔ان کے بقول پروفیسر شیرانی نے پنجاب میں اردو لکھتے وقت اس لسانیاتی حقیقت کو بالکل فراموش کر دیا ہے کہ گجراتی اور راجستھانی کی طرح پنجابی زبان کا تعلق بھی قدیم زمانہ میں زبانوں کی بیرونی شاخ سے تھا جس کے نشانات جدید پنجابی تک میں ملتے ہیں۔(۲۰) ان اعتراضات کے باوجود وہ حافظ محمود شیرانی کی کتاب ''پنجاب میں اردو'' کی اہمیت تسلیم کرتے ہیں:

> ''اس دور کا اردو میں لسانیاتی تحقیق کا سب سے بڑا کارنامہ پروفیسر شیرانی کی ''پنجاب میں اردو'' (۱۹۲۸ء) ہے جو ترتیب کے اعتبار سے نامکمل سہی تحقیق کے اعتبار سے گرانقدر تصنیف ہے۔(۲۱)

اس کتاب میں انھوں نے کئی تحقیقی کارنامے سرانجام دیے۔امیر خسرو سے منسوب خالق باری کے حوالے سے ان کی تحقیق کہ یہ امیر خسرو کی تصنیف نہیں ہے، اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے۔انھوں نے اس قسم کی مشکوک تحریروں کو اپنی تحقیق سے غلط ثابت کیا۔یہ ان کا ایک قابلِ تحسین کارنامہ ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

> ''امیر خسرو کے نام سے جو پہیلیاں، انمل، دوہے کہہ مکرنیاں، دوسخنے، گیت، اقوال، وغیرہ مشہور ہیں ان میں سے بیشتر مشکوک ہیں، سب سے اہم بحث وہ ہے جو امیر خسرو کی ''خالق باری'' کے بارے میں ہے۔۔۔حافظ محمود شیرانی نے ''پنجاب میں اردو'' (ص ۱۸۳) میں دلائل سے ثابت کیا کہ خالق باری دراصل ضیاءالدین خسرو کی تحریر کردہ ہے۔''(۲۲)

ڈاکٹر شوکت سبزواری نے بھی حافظ محمود شیرانی کے نظریے پر اعتراضات اٹھائے ان کے نزدیک یہ امر غور کے قابل ہے کہ مولانا شیرانی کے خیال میں غیاث الدین تغلق نے جس کی زندگی کا بڑا حصہ پنجاب میں گزرا پنجاب کی زبان کو دہلی پہنچایا۔غیاث الدین ۷۲۰ھ میں پنجابیوں کے بڑے لشکر کے ساتھ دہلی میں داخل ہوا۔۷۲۸ھ میں غیاث الدین کا فرزند محمد

تغلق پنجابیوں کے لاؤلشکر کو لے کر دکن روانہ ہوا اس کے لشکر نے صرف آٹھ سال دہلی میں قیام کیا۔ اگر یہ سچ ہے کہ غیاث الدین کا فرزند محمد تغلق دہلی کی زبان کو دکن لے گیا تو یقین کیجیے کہ وہ دہلی کی زبان نہ تھی جو دکن گئی اس لیے کہ دیپال پور کے سپاہی پنجابی بولتے ہوئے دہلی گئے تھے جو آٹھ سال دہلی میں قیام کرنے کے بعد دکن روانہ ہوگئے۔ آٹھ سال کے اندر نہ وہ دہلی کی زبان سیکھ سکتے تھے کہ اس کو اپنے ہمراہ لے کر دکن جاتے اور نہ دہلی کی اردو کو اپنے قیام کے زمانے میں پنجابی سے متاثر کر سکتے تھے۔ (۲۳) انھوں نے اس کو شیرانی کا قیاس قرار دیتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا کہ حالات وواقعات حافظ محمود شیرانی کے اس نظریے کی تصدیق نہیں کرتے۔ حافظ محمود شیرانی کے لسانی نظریے کے بارے میں ڈاکٹر شوکت سبزواری لکھتے ہیں:

> ''مولانا اردو کے صرفی ونحوی نشو ونما اور اس کے فطری ارتقا کو نظر انداز کر کے اردو کے لسانی تغیرات کی ذمہ داری دہلی اور لکھنؤ کے شعراء اور تعلیم یافتہ طبقے پر ڈالتے ہیں۔ مشہور یہی ہے کہ دہلی میں مظہر جان جاناں اور ظہورالدین حاتم نے اردو زبان میں اصلاح وترمیم کی بنا ڈالی جو لکھنؤ میں ناسخ کے عہد تک جاری رہی۔ (۲۴)

مولوی عبدالحق کو اس کتاب میں اخذ کردہ نتائج سے اتفاق نہ تھا چنانچہ انھوں نے رسالہ ''اردو'' (جولائی ۱۹۲۸ء) میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ''پنجاب میں اردو'' پر تنقید کی۔ حافظ صاحب نے ان اعتراضات کا جواب لکھا جو اس وقت جانے کیوں حافظ محمود شیرانی نے کیوں شائع نہیں کرایا، اور جسے بعد میں مجلّہ ''فنون'' لاہور، شمارہ جنوری فروری ۱۹۸۱ء میں حافظ شیرانی کی صدسالہ تقریبات کے موقع پر شائع کیا گیا۔ (۲۵) ہوسکتا ہے حافظ صاحب نے صرف اس لیے اسے شائع نہ کرایا ہو کہ وہ مولوی عبدالحق جیسی شخصیت کو ناراض نہ کرنا چاہتے ہوں اور اسی لیے انھوں نے اسے شائع نہ کرایا ہو۔

حافظ محمود شیرانی پنجاب میں اردو کے حوالے سے کئی سال کام کرتے رہے تلاش وجستجو اور تحقیق میں مصروف رہے۔ کتاب شائع ہونے کے بعد بھی انھوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا، وہ اس میں مزید اضافہ چاہتے تھے۔ ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

> ''حافظ صاحب اس کی اولیں اشاعت سے مطمئن نہ تھے اور اسے ازسرِنو لکھنا چاہتے تھے چنانچہ پہلے ایڈیشن کے بعد بھی وہ اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر کام کرتے رہے بعض مباحث پر انھوں نے الگ الگ مقالات کی صورت میں تفصیل سے لکھا بھی اور اپنی کتاب کے بعض بیانات میں ترمیم وتنسیخ کردی۔'' (۲۶)

بادشاہ لاہوری کی تصنیف ''نامۂ مراد'' ایک منظوم خط ہے جو مراد شاہ نے اپنے والد پیر کرم شاہ عرف مستیا شاہ کے شاہجہان آباد کے قریب قزاقوں کے ہاتھوں (۱۲۰۱ھ) ۱۷۸۶ء میں قتل ہونے کے بعد لکھا۔ اس منظوم خط سے دنیائے ادب پہلی مرتبہ حافظ محمود شیرانی صاحب کی تحقیقی مساعی سے روشناس ہوتی ہے۔ (۲۷) اس قسم کی کئی باتیں ہیں جن کی تحقیق حافظ محمود شیرانی نے اپنی کتاب ''پنجاب میں اردو'' میں پیش کی ہیں۔

حافظ محمود شیرانی کا یہ ایک بڑا کارنامہ ہے کہ انھوں نے اپنی اس کتاب کئی پرانے شاعروں کو پردۂ گمنامی سے نکالا اور ان کے کلام کو تلاش کر کے ایک اہم تحقیقی فریضہ سرانجام دیا۔

حواشی/حوالہ جات

۱۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، حواشی، جائزہ زبان اردو (پنجاب)، مرتبہ خواجہ عبدالوحید، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۵ء، ص ۲۱۵

۲۔ معین الدین عقیل، ڈاکٹر، اردو تحقیق صورت حال اور تقاضے، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۸ء، ص ۱۸۵

۳۔ ایضاً، ص ۱۸۷، ۱۸۸

۴۔ گیان چند جین، ڈاکٹر: محمود شیرانی مرحوم سے میرے استفادات مشمولہ ارمغان شیرانی، مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، زاہد منیر عامر، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۰۲ء، ص ۲۴

۵۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، حواشی، جائزہ زبان اردو (پنجاب)، ص ۲۱۴، ۲۱۵

۶۔ محمد ظفر خان، پنجابی اور اردو کے لسانی روابط قسط اول مشمولہ 'صحیفہ' لاہور، جنوری مارچ ۱۹۸۶ء، ص ۵۸

۷۔ شیرانی، حافظ محمود، پنجاب میں اردو، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۱۹۸۲ء، ص ۶۷۔۷۵

۸۔ ایضاً، ص ۹۷   ۹۔ گیان چند جین، ڈاکٹر: محمود شیرانی مرحوم سے میرے استفادات، ص ۲۵

۱۰۔ شیرانی، حافظ محمود، پنجاب میں اردو کی بعض قدیم تصنیفات مشمولہ، پنجاب میں اردو از حافظ محمود شیرانی مرتبہ محمد اکرام چغتائی، لاہور، سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۵ء، ص ۳۵۴

۱۱۔ عبدالغنی، ڈاکٹر، مقدمہ، انتخاب شاہ مراد مشمولہ، پنجاب میں اردو از حافظ محمود شیرانی مرتبہ محمد اکرام چغتائی، ص ۴۷۱

۱۲۔ پنجاب میں اردو (اردو کی کہانی شیرانی کی زبانی)، مشمولہ پنجاب تحقیق کی روشنی میں، تالیف ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، لاہور، سنگ میل پبلیکیشنز، ۱۹۹۱ء، ص ۲۳

۱۳۔ فضل حق، قاضی، پنجاب میں اردو مشمولہ، پنجاب میں اردو از حافظ محمود شیرانی مرتبہ محمد اکرام چغتائی، ص ۳۶۸

۱۴۔ تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، جلد ۶، مدیر خصوصی ڈاکٹر وحید قریشی، لاہور پنجاب یونیورسٹی، ص ۲۷

۱۵۔ محمد اشرف کمال، اردو زبان: ہند آریائی سے ہند یورپی تک، ماہنامہ 'اخبار اردو'، اسلام آباد، مارچ اپریل ۲۰۰۴ء، ص ۱۳۲، ۱۳۳

۱۶۔ فضل حق، خانصاحب قاضی، پنجابی علم وادب میں مسلمانوں کا حصہ مرتبہ بذلِ حق محمود، لاہور، سنگ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۴ء، ص ۱۵

۱۷۔ رشید حسن خان، ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۱۹۸۹ء، ص ۲۱

۱۸۔ حبیب اللہ خان غضنفر، پروفیسر، زبان و ادب، لاہور بک ٹاک، ۲۰۰۳ء، ص ۵۰

۱۹۔ ایضاً، ص ۴۷، ۴۸   ۲۰۔ مسعود حسین خان، ڈاکٹر مقدمہ تاریخ زبان اردو، لاہور، اردو مرکز، ۱۹۶۶ء، ص ۵۱

۲۱۔ پیش لفظ از مسعود حسین خان، ڈاکٹر مقدمہ تاریخ زبان اردو، ص ۳

۲۲۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، سرقہ توارد اور جعل سازی۔ تحقیق و تنقید میں، مشمولہ مخزن لاہور، شمارہ مسلسل ۱۸، ۲۰۰۹ء، ص ۴۸

۲۳۔ شوکت سبزواری، ڈاکٹر، داستان زبان اردو، کراچی، کل پاکستان انجمن ترقی اردو۔ اردو بورڈ، ۱۹۶۰ء، ص ۱۸۹

۲۴۔ ایضاً، ص ۱۳۹

۲۵۔ مظہر محمود شیرانی، حافظ محمود شیرانی کی علمی و ادبی خدمات، جلد اول، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۹۳ء، ص ۵۹، ۱۵۲

۲۶۔ حرف آغاز از وحید قریشی، مشمولہ پنجاب میں اردو، مرتبہ وحید قریشی، لاہور، کتاب نما، ۱۹۷۲ء، ص ۷

۲۷۔ محمد باقر، ڈاکٹر، اردوئے قدیم دکن اور پنجاب میں، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۲ء، ص ۲۵